

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

جن کو پاکستان کے ہر مکتب خیال اور تمام اسلامی
فروق کے مشاہیر علماء نے متفقہ طور پر مرتب کیا ہے

[شاید تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے فرقوں کے اکابر علماء نے بالاتفاق وہ اصول مرتب کیے ہیں جن پر قرآن و سنت کے منشا کے مطابق ایک اسلامی ریاست کی عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے۔ اس سے پہلے اشخاص اور افراد متفرق طور پر تو بار بار ان مسائل کے متعلق اپنی تحقیقات بیان کرتے رہے ہیں، لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ ایک مجلس میں بیٹھ کر مختلف عقائد و مسائل کے نمائندہ علماء نے خالص علمی بحث و تحقیق کے بعد اسلامی مملکت کے تصور اور اس کے بنیادی اصولوں کے متعلق اس قدر واضح اور مستند بیان تیار کیا ہو۔ یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی نظیر اب تک کی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی اور توقع کی جاسکتی ہے کہ انشاء اللہ ہماری آئندہ تاریخ کی تشکیل میں اس کا حصہ نہایت اہم ہوگا۔ اب کسی کے لیے یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ مسلمان جیسی کچھ بھی حکومت بنا بیٹھیں وہ "اسلامی حکومت" ہے۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام ایک دین کی حیثیت سے ریاست اور ریاست کے لیے اپنے کچھ مخصوص اصول رکھتا ہی نہیں ہے۔ اب کسی کے لیے یہ موقع باقی نہیں رہا ہے کہ اپنے خود ساختہ بنیادی اصول اور دستوری خاکوں پر "اسلامی" لیبل لگا کر جعلی قوتوں کی طرح انھیں بازار میں چلا سکے۔ اب یہ دعویٰ کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمان فرقوں کے ذہبی نزاعات ایک اسلامی حکومت کے قیام میں مانع ہیں۔ اب اس جاہلانہ بگمائی کے فروغ پانے کا بھی امکان نہیں رہا ہے کہ دورِ جدید میں ایک ترقی پذیر ریاست کے لئے

اسلام کے اصولی سیاست موزوں نہیں ہیں۔ اب یہ جھوٹ بھی نہیں چل سکتا کہ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ علماء پاکستان کے مستند اور متفق علیہ بیان نے ان تمام غلط فہمیوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ یہ بیان ایک ایسا چارٹر ہے جو خدا کے فضل سے صرف پاکستان ہی کی حکومت کا سنگ بنیاد ثابت نہ ہو گا بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں کے لئے بھی مشعلِ راہ بنے گا۔ جن مسلمان ملکوں میں اس وقت تک لادینی ریاستوں کی نقل اتاری جا رہی ہے، وہ سب انشاء اللہ اس چارٹر سے ہدایت پائیں گے۔

ایک مدت دراز سے اسلامی دستورِ مملکت کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلام کا کوئی دستورِ مملکت ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے اصول کیا ہیں اور اس کی عملی شکل کیا ہو سکتی ہے؟ اور کیا اصول اور عملی تفصیلات میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر مختلف اسلامی فرقوں کے علماء متفق ہو سکیں؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق عام طور پر ایک ذہنی پریشانی پائی جاتی ہے اور اس پریشانی میں ان مختلف دستوری تجویزوں نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے جو مختلف حلقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر وقتاً فوقتاً پیش کی گئیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ تمام اسلامی فرقوں کے جمیعہ اور مستند علماء کی ایک مجلس منعقد کی جائے اور وہ بالاتفاق صرف اسلامی دستور کے بنیادی اصول ہی بیان کرنے پر اکتفا نہ کیسے بلکہ ان اصولوں کے مطابق ایک ایسا دستوری خاکہ بھی مرتب کر دے جو تمام اسلامی فرقوں کے لئے قابل قبول ہو۔

اس مقصد کے لئے ایک اجتماع بتاریخ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ ربيع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۲-۲۳ اور ۲۴-۲۵ جنوری ۱۹۵۸ء بصدورت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں اسلامی دستور کے جو بنیادی اصول بالاتفاق طے ہوئے ہیں انہیں فائدہ عام کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ مجلس دستور ساز پاکستان کی مقرر کردہ کمیٹیوں نے بنیادی حقوق اور بنیادی اصولوں کے متعلق جو سفارشات پیش کی ہیں ان کے بارے میں اس اجتماع کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ سفارشات اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

اس اجتماع کی خواہش تھی کہ اس موقع پر اسلامی اصولوں کے مطابق ایک تفصیلی خاکہ بھی مرتب کر دیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے مجلس دستور ساز پاکستان کے صدر سے درخواست کی گئی کہ وہ تعلیمات اسلامیہ بورڈ کی سفارشات کا ایک نسخہ اس اجتماع کو مہیا کر دیں تاکہ اگر وہ اسلامی اصولوں کے مطابق درست ہو تو اس کی توثیق کر دی جائے یا اگر اس میں کچھ کمی ہو تو اسے پورا کر دیا جائے اور نئے سرے سے ایک چیز مرتب کرنے میں محنت صرف نہ کرنی پڑے۔ لیکن صاحب موصوف نے بعض وجوہ سے اس درخواست کو قبول نہ فرمایا۔ اب یہ اجتماع میر دست منوی کیا جاتا ہے اور تمام اسلامی فکر رکھنے والے اصحاب اور اداروں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان مختلف اصولوں کی روشنی میں دستور اسلامی کے متعلق اپنی اپنی تجاویز ۱۵ مارچ ۱۹۵۱ء تک دفتر مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جیکب لائنز کراچی کے پاس بھیج دیں۔ اس کے بعد جلدی ہی یہ اجتماع دوبارہ منعقد کیا جائے گا اور تمام تجاویز پر غور کیے کے ایک تفصیلی خاکہ مرتب کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

اسلامی مملکت کے دستور میں حسب ذیل اصول کی تصریح لازمی ہے:-

۱۔ اصل حاکم، تشریحی و تکوینی حیثیت سے الشریعہ العالمیہ ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جاسکے گا، نہ کوئی

ایسا نسخہ بھی حکم دیا جاسکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ۔ اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو

اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیے جائیں گے)

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی

ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروف و حقوق قائم

کیے، منکرات کو مٹائے اور شعا پر اسلام کے احبار و اعلیٰ اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کیے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے کی کوشش کرے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبيتِ جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل و غیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سب اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ یعنی حدود و قانون کے اندر تحفظِ جان و مال و آبرو، آزادیِ مذہب و مسلک، آزادیِ عبادت، آزادیِ ذات، آزادیِ اظہارِ رائے، آزادیِ نقل و حرکت، آزادیِ اجتماع، آزادیِ اکتسابِ رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند و جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمیِ موقعِ صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود و قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انہی کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدود و قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج

کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شرعیہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی۔ اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۱ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدبیر، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شوریٰ ہوگی۔ یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کٹا یا بُرا معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرتِ آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

۱۷۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸۔ ارکان و عمال حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہئیتِ انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی

اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۱۔ ملک کے مختلف ولایات و قطاع مملکت واحد کے اجزاء انتظامی منظور ہوں گے۔

ان کی حیثیت نسلی، لسانی، یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔ مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

اسمائے گرامی حضرات شرکائے مجلس

- ۱۔ (علامہ) سید سلیمان ندوی (صدر مجلس ہذا)
- ۲۔ (مولانا) سید ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان)
- ۳۔ (مولانا) شمس الحق افغانی (وزیر معارف۔ ریاست قلات)
- ۴۔ (مولانا) محمد ہر عالم (استاذ الحدیث۔ دارالعلوم الاسلامیہ۔ اشرف آباد۔ ٹنڈوالہار۔ سندھ)
- ۵۔ (مولانا) احتشام الحق مٹھانی (مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ اشرف آباد۔ سندھ)
- ۶۔ (مولانا) محمد عبدالحامد قادری بدایونی (صدر جمعیتہ العلماء پاکستان۔ سندھ)
- ۷۔ مفتی محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)
- ۸۔ (مولانا) محمد دریس (شیخ الجامعہ۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور)
- ۹۔ (مولانا) خیر محمد (مہتمم مدرسہ خیر المدارس۔ ملتان شہر)
- ۱۰۔ (مولانا مفتی) محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)
- ۱۱۔ (پیر صاحب) محمد امین الحسنات (بانکی شریف۔ سرحد)
- ۱۲۔ (مولانا) محمد یوسف بتوری (شیخ التفسیر دارالعلوم الاسلامیہ اشرف آباد۔ سندھ)
- ۱۳۔ (حاجی) خادم الاسلام محمد امین خلیفہ حاجی ترنگ نئی (الحاج آباد۔ پشاور۔ صوبہ سرحد)

- ۱۴۔ (قاضی) عبدالعزیز باری (قاضی قلات۔ بلوچستان)
- ۱۵۔ (مولانا) الطہر علی (صدر عامل جمعیت العلماء اسلام مشرقی پاکستان)
- ۱۶۔ (مولانا) ابو جعفر محمد صالح (امیر جمعیت حزب اللہ مشرقی پاکستان)
- ۱۷۔ (مولانا) راضی احسن (نائب صدر جمعیت العلماء اسلام مشرقی پاکستان)
- ۱۸۔ (مولانا) محمد حبیب الرحمن (نائب صدر جمعیت المدرسین، سرسید شریف۔ مشرقی پاکستان)
- ۱۹۔ (مولانا) محمد علی جالندھری (مجلس احرار اسلام پاکستان)
- ۲۰۔ (مولانا) داؤد غزنوی (صدر جمعیت اہل حدیث۔ مغربی پاکستان)
- ۲۱۔ (منفی) جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)
- ۲۲۔ (منفی سافظ) کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان، لاہور)
- ۲۳۔ (مولانا) محمد اسماعیل (ناظم جمعیت اہل حدیث پاکستان، گوجرانوالہ)
- ۲۴۔ (مولانا) حبیب اللہ (جامعہ دینیہ دارالہدیٰ، ٹیڑھی، خیرپور سیر)
- ۲۵۔ (مولانا) احمد علی (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور)
- ۲۶۔ (مولانا) محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم۔ کھڑہ۔ کراچی)
- ۲۷۔ (پروفیسر) عبدالخالق (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)
- ۲۸۔ (مولانا) شمس الحق فریدی (مدرسہ مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ)
- ۲۹۔ (منفی) محمد صاحب ادعفی (مدرسہ مدرسۃ الاسلام۔ کراچی)
- ۳۰۔ (مولانا) محمد ظفر احمد انصاری (سکرٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)
- ۳۱۔ (پیر صاحب) محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد۔ سندھ)

